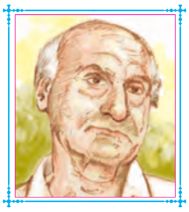

۲۰۔ ایک مکڑا اور مکھّی

میرزا ادیب

پہلی بات: آپ نے کوّے اور لومڑی کی کہانی سنی ہوگی۔ ایک کوا پیڑ پر بیٹھا تھا جس کی چونچ میں روٹی کا ٹکڑا تھا۔ ایک لومڑی نے کوّے کو دیکھا تو اس کے جی میں آئی کہ روٹی اس سے لے لوں۔ لومڑی نے کوّے کی خوشامد کرتے ہوئے کہا تمھاری آواز تو بڑی سریلی ہے، ذرا اپنی میٹھی آواز میں کوئی گیت تو سناؤ۔ اپنی تعریف سن کر کوّا بہت خوش ہوا۔ گانے کے لیے اس نے جوں ہی منہ کھولا، روٹی کا ٹکڑا نیچے گر گیا۔ لومڑی روٹی کا ٹکڑا لے کر بھاگ کھڑی ہوئی۔

ہمارے سماج میں بھی لوگ اس شخص کی خوب تعریف کرتے ہیں جس سے اپنا کام نکالنا ہو۔ اس مقصد کے لیے خوشامد کی جاتی ہے اور جھوٹی تعریف بھی لیکن عام طور پر خوشامد اور خوشامدی کو اچھا نہیں سمجھا جاتا۔

ذیل کا ڈراما دراصل علامہ اقبال کی مشہور نظم 'ایک مکڑا اور مکھّی' کے اشعار کی بنیاد پر لکھا گیا ہے۔ نظم میں مکڑے کی خالہ کا ذکر نہیں ہے مگر ڈرامائی ضرورت کے لیے مصنف نے اسے شامل کر دیا ہے۔

اس ڈرامے سے ہمیں یہ سبق ملتا ہے خوشامد کرنے والوں سے دور رہنا چاہیے کیونکہ ان سے اکثر نقصان ہی اُٹھانا پڑتا ہے۔

جان پہچان: اس ڈرامے کے مصنف میرزا ادیب اُردو کے مشہور ڈراما نگار تھے۔ وہ لاہور میں ۴/اپریل ۱۹۱۴ء کو پیدا ہوئے۔ ان کا اصل نام دلاور علی تھا۔ ان کی تعلیم لاہور میں ہوئی۔ انھوں نے اپنی ادبی زندگی کا آغاز شاعری سے کیا۔ پھر وہ افسانے اور ڈرامے لکھنے لگے۔ وہ مشہور رسالے 'ادبِ لطیف' کے مدیر بھی رہے۔ جب وہ ریڈیو میں ملازم تھے تو ان کے کئی ڈرامے نشر ہوئے۔ 'آنسو اور ستارے، لہو اور قالین، فصیلِ شب، شیشے کی دیوار' وغیرہ ان کے ڈراموں کے مجموعے ہیں۔ میرزا ادیب کا انتقال ۱۹۹۹ء میں ہوا۔

- کردار -

مکڑا (لڑکا)، خالہ مکڑی (بوڑھی عورت)، مکھّی (لڑکی)

(منظر: اسٹیج پر سامنے کی دیوار کے ساتھ ایک چھوٹی سیڑھی، اس کے اوپر ایک سیاہ رنگ کا ریشمی پردہ لٹک رہا ہے۔ یہ مکڑے کا گھر ہے۔ مکڑا سیڑھی سے نیچے اُترتا ہوا دِکھائی دیتا ہے۔ وہ گہرے خاکی رنگ کا چست لباس پہنے ہوئے ہے۔ اس کے ہاتھوں میں دستانے ہیں اور دستانوں میں اُنگلیاں مسلسل حرکت کر رہی ہیں۔ جب مکڑا فرش پر آ جاتا ہے تو بائیں طرف سے اس کی بوڑھی خالہ مکڑی داخل ہوتی ہے)

خالہ مکڑی: اے میرے پیارے بھانجے!

مکڑا: ارے خالہ جان! آج ادھر کہاں سے؟

خالہ مکڑی: کیا مجھے دیکھ کر خوش نہیں ہوئے؟

مکڑا: بہت خوش ہوں خالہ جان! بہت خوش ہوں۔ فرمائیے مَیں آپ کی کیا خدمت کر سکتا ہوں۔

خالہ مکڑی: دو دن سے بھوکی ہوں۔ میرا گھر ایسی جگہ ہے جہاں دور دور تک کوئی مکھّی نظر نہیں آتی۔ آج بھوک سے بے تاب ہو کر تمھارے پاس آئی ہوں۔ مجھ بڑھیا کو تو بس مکھّی کی ایک ٹانگ ہی کافی ہے۔ تھوڑا سا سر بھی دے دو تو پیارے

بھانجے! یہ تمھاری مہربانی ہوگی۔

مکڑا : (کانوں پر ہاتھ رکھتے ہوئے) خالہ جان! یہاں جب مکّھی ہی نہیں تو پھر مکّھی کی ٹانگ اور سر کہاں!

خالہ مکڑی : بھانجے! مجھ بُڑھیا کو کیوں بے وقوف بناتے ہو۔ تمھارا گھر تو ایسی جگہ ہے کہ اللہ جھوٹ نہ بلوائے، روز درجن بھر موٹی تازی مکّھیاں آجاتی ہوں گی۔

مکڑا : خالہ جان! وہ پرانے وقتوں کی مکّھیاں تھیں جو چپ چاپ ہمارے گھر میں آجاتی تھیں۔ نئے زمانے کی مکّھیاں بڑی چالاک ہوگئی ہیں۔ وہ مکڑوں کے گھروں میں جھانکتی تک نہیں۔ اِٹھلاتی، بھنبھناتی دور سے گزر جاتی ہیں۔

خالہ مکڑی : یہ نہ کہو پیارے بھانجے! مکّھیاں تو ہمیشہ بے وقوف ہی ہوتی ہیں۔ تم اپنی خالہ کو بھوکوں مارنا چاہتے ہو تو یہ اور بات ہے۔

مکڑا : خالہ! آپ سے کیا پردہ۔ میں بھی دو دن سے بھوکا ہوں۔

خالہ مکڑی : ارے، تم بھی بھوکے ہو؟

مکڑا : ہاں خالہ جان۔

خالہ مکڑی : ہائے! کیسا برا زمانہ آگیا ہے! مکّھیاں اِتراتی پھر رہی ہیں اور مکڑے بے چارے بھوکے بیٹھے ہیں۔ بھانجے، کیا دو دن سے ایک مکّھی بھی ادھر سے نہیں گزری؟

مکڑا : خالہ جان! ابھی ابھی ایک مکّھی ادھر سے گزری تھی۔

خالہ مکڑی : تو تم نے اسے اپنے گھر میں آنے کی دعوت نہیں دی؟

مکڑا : وہ تو اِدھر رُکی ہی نہیں۔ گیت گاتی ہوئی چلی گئی۔

خالہ مکڑی : تم نے اُس سے کچھ کہا نہیں؟

مکڑا : نہیں۔

خالہ مکڑی : (ماتھے پر ہاتھ مار کر) کیسا احمق بھانجا دیا ہے اللہ تعالیٰ نے۔ ارے، جب وہ آئی تھی تو اُس سے کہتے، اے بی بی رانی! روز ادھر سے گزرتی ہو، کبھی میری کٹیا کو بھی رونق بخشو، وغیرہ وغیرہ۔

مکڑا : اچھا اب کہوں گا۔

خالہ مکڑی : (ایک طرف کان لگا کر) ارے بھانجے! یہ ''بھِن بھِن' کی آواز کیسی ہے؟

مکڑا : شاید وہی گانے والی مکّھی ہے۔

خالہ مکڑی : تو میں چُھپ جاتی ہوں۔ دیکھو بھانجے! عقل مندی سے کام لینا۔ ہوشیاری سے بات کرنا۔ مجال ہے جو وہ نہ پھنسے۔

(خالہ مکڑی بائیں دروازے کا پردہ ہٹا کر نکل جاتی ہے۔ مکّھی آتی ہے۔ چھوٹے قد و قامت کی لڑکی، شلوار اور قمیص پہنے ہوئے۔ سیاہ رنگ کا دوپٹا جو سر سے ہو کر کمر تک جاتا ہے اور کمر کے اردگرد لپیٹ دیا گیا ہے۔ سر پر کالی ٹوپی، ہاتھ ہمیشہ ملتی رہتی ہے۔ ناچتی کودتی ہوئی دائیں دروازے سے داخل ہوتی ہے۔ مکڑا اسے دیکھتا ہے اور دونوں باہیں اوپر اُٹھا کر اس سے مخاطب ہوتا ہے)

مکڑا : میں نے کہا بی رانی! ذرا سنو تو۔

مکھی : (بڑی تمکنت سے) کیا ہے؟ کیوں دو گز کی بانہیں اُٹھائے میری راہ میں کھڑے ہو گئے ہو؟

مکڑا : بی بی رانی! اس راہ سے تمھارا ہر روز گزر ہوتا ہے لیکن میری کُٹیا کی کبھی قسمت نہیں جاگی۔ تم نے کبھی یہاں بھُولے سے بھی قدم نہیں رکھا۔

مکھی : کیوں رکھوں! میرا تمھارا کیا واسطہ ہے؟

مکڑا : غیروں سے نہ ملو تو کوئی بات نہیں ہے مگر اپنوں سے یوں کھنچ کے رہنا، کیا ٹھیک ہے؟

مکھی : تم میرے اپنے ہو؟

مکڑا : اور کیا.....! آ ؤ، آ ؤ..... میرے گھر میں آ ؤ۔ اس میں میری عزّت ہے۔

مکھی : مجھے تمھاری عزّت وزّت سے کوئی دلچسپی نہیں ہے، سنا تم نے مکڑے میاں!

مکڑا : کیوں نہیں ہے؟ کیا میں اتنا بُرا ہوں؟

مکھی : جاؤ میاں۔ میری راہ کھوٹی نہ کرو۔ میری سہیلی انار کے موٹے موٹے دانے لیے بیٹھی میرا انتظار کر رہی ہے۔

مکڑا : ٹھیک ہے! وہ ذرا زیادہ انتظار کر لے گی۔ دیکھو، میرا گھر تمھارا منتظر ہے۔ تم آنا چاہو تو وہ سامنے سیڑھی ہے۔

مکھی : میں جانتی ہوں جو تمھاری سیڑھی پر چڑھا، پھر کبھی نہیں اُترا۔

(مکھی 'بھیں بھیں' کرتی ہوئی اور متواتر ہاتھ ملتی ہوئی بائیں دروازے سے نکل جاتی ہے۔ خالہ مکڑی آتی ہے)

مکڑا : خالہ جان! وہ تو اپنی سہیلی کے گھر انار کھانے چلی گئی۔

خالہ مکڑی : کھانے دو۔ کھا کر اور موٹی ہو جائے گی۔ آخر لوٹ کر اِدھر ہی سے گزرے گی نا!

مکڑا : وہ کیسے؟

خالہ مکڑی : تم نے اپنا گھر سجا رکھا ہے نا؟

مکڑا : بس یہ ریشمی پردہ ہے۔

خالہ مکڑی : اب وہ ادھر آئے تو اُس سے اپنے گھر کی دل کھول کر تعریف کرنا۔ کہنا، اِس میں یہ ہے، وہ ہے۔ دور سے اُڑ کر آئی ہو، تھک گئی ہو، ذرا آرام کر لو، وغیرہ وغیرہ۔ سمجھ گئے نا؟

مکڑا : سمجھ گیا۔

خالہ مکڑی : بھانجے! بزرگوں کی نصیحتوں پر عمل کرو، کبھی گھاٹے میں نہیں رہو گے۔ اب میں جاتی ہوں۔ وہ آ رہی ہو گی۔

(خالہ مکڑی پردے کے پیچھے غائب ہو جاتی ہے۔ مکّھی آتی ہے)

مکڑا : بی بی مکّھی!

مکھی : جی مکڑے میاں!

مکڑا : انار مزیدار ہو گا؟

مکھی : جی ہاں، بہت مزیدار تھا! (طنزیہ انداز سے کہتی ہے) فرمائیے، کیا کہنا چاہتے ہیں حضور؟

مکڑا : بی بی مکّھی! میرے گھر تم کو آنا چاہیے۔ اگرچہ یہ دیکھنے میں باہر سے چھوٹی سی کُٹیا نظر آتا ہے مگر اس کے اندر تمھیں

دِکھانے کی بہت ساری چیزیں ہیں۔ دروازوں پر باریک پردے لٹکے ہوئے ہیں اور دیواروں کو میں نے آئینوں سے سجا رکھا ہے۔

مکھی : مکڑے صاحب!

مکڑا : جی مکّھی صاحبہ!

مکھی : ہو تم بڑے چالاک!

مکڑا : جی نہیں۔ میں تو تمھارا قدرداں ہوں اور بس۔

مکھی : تم نے سمجھ کیا رکھا ہے مجھے۔فریبی کہیں کے!

مکڑا : کیوں ناراض ہوتی ہو؟ میں نے تمھارے بھلے ہی کی بات کی ہے۔ نہ جانے کہاں سے اُڑ کر آ رہی ہو۔ تھک گئی ہوں گی۔ میرے گھر میں نرم بچھونے ہیں۔ تھوڑا آرام کرلو۔

مکھی : ان نرم بچھونوں سے خدا مجھ کو بچائے۔ ان پر ایک بار کوئی سو جائے تو پھر کبھی اُٹھ نہیں سکتا۔

(مکھی دائیں دروازے سے نکل جاتی ہے۔ خالہ مکڑی بائیں دروازے سے اندر آتی ہے)

مکڑا : خالہ! میں اب آپ کی کوئی نصیحت نہیں مانوں گا۔

خالہ مکڑی : وہ کیوں پیارے بھانجے؟

مکڑا : آپ نے جو کچھ کہا تھا، میں نے اس سے کہہ دیا۔ پر وہ اتنی چالاک ہے کہ اس پر میری کسی بات کا اثر ہی نہیں ہوا۔

خالہ مکڑی : نا اُمید کیوں ہوتے ہو میاں بھانجے! ابھی ایک آخری ہتھیار باقی ہے جس سے کوئی بچ نہیں سکتا۔

مکڑا : اور وہ ہتھیار کیا ہے؟

خالہ مکڑی : وہ ہتھیار ہے خوشامد۔ اس سے جہاں میں سو کام نکلتے ہیں۔ دنیا میں جسے دیکھو وہی خوشامد کا بندہ ہے۔ یہ ہتھیار آزما کر دیکھو، ناکام نہیں رہوگے۔

مکڑا : خالہ جان! وہ کمبخت بڑی چالاک ہے۔

خالہ مکڑی : ہوتی پھرے! خوشامد سے پتھر دل بھی پگھل جاتے ہیں۔ اس کا دل بھی ضرور پسیجے گا۔ (بھِن بھِن کی آواز آتی ہے) وہ آ گئی! خوب خوب خوشامد کرنا۔

(خالہ مکڑی بائیں دروازے کے پردے کے پیچھے چلی جاتی ہے۔ مکّھی آتی ہے)

مکڑا : خوش آمدید!

مکھی : شکریہ!

مکڑا : کیا پھر سہیلی نے بلایا ہے؟

مکھی : نہیں۔ اب کل جاؤں گی۔ زیادہ کھا لیا ہے۔ ٹہل رہی ہوں۔

مکڑا : ٹہلنے سے کھانا ہضم ہو جاتا ہے۔ واہ کیا ترکیب ہے۔ تم بڑی عقل مند ہو!

مکھی : سو تو میں ہوں۔

مکڑا : اللہ نے تمھیں بڑا رتبہ بخشا ہے، جو بھی تم کو ایک نظر دیکھتا ہے، اسے تم سے محبّت ہو جاتی ہے۔

مکھی : سچ کہتے ہو؟

مکڑا : اور کیا میں جھوٹ بولوں گا؟ تمھارے حسن کی تو تعریف نہیں ہوسکتی۔ تمھاری آنکھیں ہیں کہ ہیرے کی چمکتی ہوئی کنیاں ہیں اور تمھارا سر اللہ نے کلغی سے سجایا ہے۔ واہ واہ! سبحان اللہ! ہر شے بے حد پیاری ہے، بہت ہی خوب صورت!

مکھی : اچّھا!

مکڑا : جی ہاں۔ یہ حُسن، یہ پوشاک، یہ خوبی، یہ صفائی اور پھر تم اُڑتے ہوئے گاتی ہو تو اتنی اچھی لگتی ہو کہ... کہ میرے پاس وہ الفاظ ہی نہیں جن سے تمھاری تعریف کرسکوں۔

مکھی : تم تو بڑے اچھے مکڑے ہو۔ اب تم سے مجھے کوئی کھٹکا نہیں۔ کسی کا دل توڑنا اچّھا نہیں ہوتا۔ میں تمھاری مہمان ضرور بنوں گی۔

مکڑا : تشریف لائیے۔ میں نے راہ میں آنکھیں بچھا رکھی ہیں۔

(مکڑی سیڑھی کی طرف جاتی ہے اور اوپر چڑھنے لگتی ہے۔ مکڑا اس کے پیچھے پیچھے آتا اور خالہ کو اشارہ کرتا ہے۔ خالہ مکڑی بھی اُدھر کا رخ کرتی ہے۔ آواز آتی ہے)

بھوکے تھے کئی روز سے اب ہاتھ جو آئی
آرام سے گھر بیٹھ کے مکّھی کو اڑایا

(پردہ گرتا ہے)

معنی و اشارات

لفظ	معنی
بے تاب ہونا	بے چین ہونا
جھانکنا	دیکھنا
احمق	بے وقوف
کُٹیا	جھونپڑی
مجال ہے جو وہ نہ پھنسے	ہر حال میں اسے پھنسنا ہے
تمکنت	غرور
قسمت جاگنا	حالات کا بہتر ہو جانا
کِھنچ کر رہنا	دور رہنا، واسطہ نہ رکھنا
راہ کھوٹی کرنا	راستہ روکنا
فریبی	دھوکے باز
یہ ہتھیار آزما کر دیکھو	مراد یہ کام کرکے دیکھو
پتھر دل بھی پگھل جاتے ہیں	سخت دل بھی نرم پڑ جاتے ہیں
دل پسیجنا	رحم آنا
راہ میں آنکھیں بچھانا	عزّت کے ساتھ استقبال کرنا

مشق

✤ **ایک جملے میں جواب لکھیے:**

۱۔ خالہ مکڑی کتنے دن سے بھوکی تھی؟
۲۔ مکڑے کا گھر کہاں تھا؟
۳۔ مکڑی نے کھانے کے لیے مکڑے سے کیا مانگا؟
۴۔ مکڑی کی نظر میں مکّھیاں کیسی ہیں؟
۵۔ آخر میں مکّھی کو پکڑنے کے لیے خالہ مکڑی نے کیا مشورہ دیا؟
۶۔ مکّھی مکڑے کے جال میں کب پھنسی؟

✤ **مختصر جواب لکھیے:**

۱۔ مکھی کی راہ میں کھڑے ہوکر مکڑے نے کیا کہا؟
۲۔ پہلی مرتبہ مکڑے کے بلانے پر مکھی اس کے گھر کیوں نہیں گئی؟
۳۔ مکڑے کی کٹیا کیسی تھی؟
۴۔ مکھی کی تعریف میں مکڑے نے کیا کہا؟
۵۔ خوشامد کے متعلق خالہ مکڑی نے کیا کہا؟

✤ **خالی جگہ پُر کیجیے:**

۱۔ مجھ بُڑھیا کو تو بس مکھی کی ایک ....ہی کافی ہے۔
۲۔ نئے زمانے کی مکھیاں بڑی..........ہوگئی ہیں۔
۳۔ مکھیاں .... پھِر رہی ہیں۔
۴۔ اس راہ سے تمھارا ہر روز .... ہوتا ہے۔
۵۔ میری سہیلی ....کے موٹے موٹے دانے لیے بیٹھی میرا انتظار کررہی ہے۔
۶۔ میرے گھر میں .... بچھونے ہیں۔
۷۔ دنیا میں جسے دیکھو وہی خوشامد کا .... ہے۔

✤ **کس نے کس سے کہا؟**

۱۔ ”کیا مجھے دیکھ کر خوش نہیں ہوئے؟“
۲۔ ”میں بھی دو دن سے بھوکا ہوں۔“
۳۔ ”میرا تمھارا کیا واسطہ ہے؟“
۴۔ ”انار مزیدار ہوگا؟“
۵۔ ”سچ کہتے ہو؟“

بول چال

✤ **مناسب جوڑیاں لگائیے:**

الف	ب
مہربانی ہوگی	کتنا خوبصورت گھر بنایا ہے آپ نے!
اللہ جھوٹ نہ بلوائے	اس جلسۂ تقسیمِ انعامات میں آپ کا استقبال ہے۔
کیا مجال	تجھے بھی کوئی نوکری ضرور ملے گی۔
آپ ہی کو مبارک ہو	جو وہ اپنے مالک کی مرضی کے خلاف کوئی کام کرے۔
نا اُمید کیوں ہوتا ہے؟	اگر آپ میری یہ درخواست قبول فرمائیں۔
سبحان اللہ!	مرنے کے بعد فقیر کے تھیلے سے لاکھوں روپے نکلے۔
ماشاءاللہ!	خدا نے کیسے خوبصورت جانور اس دنیا میں پیدا کیے ہیں۔
خوش آمدید!	آپ ہی کے تعاون سے یہ کام پورا ہوا۔
شکریہ	یہ عیش و آرام، میں اپنی محنت کی کمائی میں خوش ہوں۔

سرگرمی/منصوبہ:

اپنی لائبریری سے علامہ اقبال کا کلیات حاصل کیجیے اور نظم ’مکڑا اور مکھی‘ کو اپنی بیاض میں خوش خط لکھیے۔

اضافی معلومات

مکڑی :

مکڑی کے جالے ہمیں جا بجا نظر آتے ہیں۔ عام طور پر کیڑوں کو چھے پیر ہوتے ہیں مگر مکڑی کو آٹھ پیر ہوتے ہیں۔ ان پر روئیں ہوتے ہیں۔ اس کے پنجے دندانے دار ہوتے ہیں جن کی مدد سے وہ آسانی سے جال پر چل سکتی ہے۔ اگر اس کا پیر ٹوٹ جائے تو زخم مندمل ہوتے ہی دوسرا پیر نکل آتا ہے۔ یہ دنیا میں انٹارکٹکا کے سوا ہر جگہ پائی جاتی ہے۔ مکڑی کی ہزاروں قسمیں ہیں۔

مکڑی کا جسم دو حصّوں میں تقسیم ہوتا ہے؛ بر صدر اور پیٹ۔

مکڑی کی غذائی نالی بہت تنگ ہوتی ہے اس لیے وہ ٹھوس غذا کا استعمال نہیں کرتی۔ وہ ٹھوس غذا کو ہضمی رس کے ذریعے مائع میں تبدیل کرنے یا منہ میں موجود خاص ساختوں کے ذریعے غذا کو بہت باریک کرکے استعمال کرتی ہے۔ مکڑی کو پر نہیں ہوتے اور اس کی بصارت زیادہ تیز نہیں ہوتی۔ مکڑی کے جال کے سیدھے تار خشک ریشمی دھاگے کی مانند ہوتے ہیں اور دائروی ریشے لیس دار ہوتے ہیں تاکہ کیڑے مکوڑے ان سے چپک جائیں۔

عام طور پر مکڑی کا دورِ حیات دو سال ہوتا ہے لیکن چند قسم کی مکڑیاں پچیس سال بھی زندہ رہتی ہیں۔ مکڑیوں کا زہر انسان کے لیے خطرناک ہوتا ہے۔

مکّھی :

مکّھی بہت خطرناک کیڑا ہے۔

مکّھیاں عام طور پر گرما اور برسات میں زیادہ نظر آتی ہیں۔ اس کا رنگ ہلکا بھُورا ہوتا ہے۔ اس کی آنکھیں مرکّب ہوتی ہیں یعنی آنکھ میں کئی عدسے ہوتے ہیں جس کی وجہ سے یہ ہر طرف دیکھ سکتی ہے۔

مکّھی کے منہ میں ایک چھوٹی سونڈ ہوتی ہے جس کا آخری سرا چوڑا اور اسفنج کی طرح ہوتا ہے۔ ایک پتلی نلی منہ سے نکل کر اسفنجی حصّے کے بیچوں بیچ کھلتی ہے۔ اس نلی سے مکھی لعاب خارج کرتی اور غذا کو مائع میں تبدیل کرکے چوس لیتی ہے۔

مکھیاں غلاظت پر بیٹھتی ہیں۔ اس میں موجود جراثیم ان کے پیروں اور پروں کے روؤں سے چپک جاتے ہیں۔ جب یہ کھانے پینے کی چیزوں پر بیٹھتی ہیں تو جراثیم غذا میں شامل ہوجاتے ہیں۔ گھریلو مکّھی کے ذریعے ہیضہ، ٹائفائیڈ، پیچش جیسی بیماریاں پھیلتی ہیں اس لیے کھانے پینے کی چیزوں کو ہمیشہ ڈھانک کر رکھنا چاہیے۔

مکّھیوں کا دورِ حیات صرف اٹھائیس دن ہوتا ہے لیکن ان میں افزائشِ نسل بہت تیز ہوتی ہے۔

درج بالا معلومات پڑھ کر اس سے متعلق پانچ سوال بنائیے۔

مثال : عام طور پر کیڑوں کے کتنے پیر ہوتے ہیں؟

لفظوں کا کھیل

✤ روزانہ نظر آنے والے پانچ کیڑوں کے نام تلاش کرکے لکھیے :

ح	م	ک	ڑ	ی	ث
ص	ی	ل	م	گ	س
م	ک	و	ڑ	ا	ت
ط	گ	و	ڑ	ا	ت
ٹ	ڈ	ڈ	ا	ٹ	ل
د	ی	م	ک	ش	ی

زمانۂ حال

گزرے ہوئے وقت یعنی زمانۂ ماضی میں ہونے والے افعال (کام) کی تین قسموں سے آپ واقف ہو چکے ہیں۔ یہاں جاری وقت یعنی زمانۂ حال میں ہونے والے افعال کی قسموں کے تعلق سے کچھ باتیں کی جا رہی ہیں۔

(الف) ذیل کے جملوں کو پڑھیے۔

۱۔ تھوڑی سی بارش ٹھنڈک کی جگہ اور بھی حبس پیدا کر دیتی ہے۔

۲۔ بچپن کی سبزی جوانی کا سرخ لباس پہنتی ہے۔

۳۔ مرچ کے پیٹ میں بہت سے بیج ہوتے ہیں۔

۴۔ میں بھی تمھاری طرح سوتا ہوں۔

ان مثالوں کے خط کشیدہ افعال سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کا وقت جاری یعنی حال کا زمانہ ہے۔ ایسے افعال کے زمانے کو **'زمانۂ حال مطلق'** کہتے ہیں۔ حال مطلق کے زمانے سے اکثر کسی واقعے یا عادت کے واقع ہونے کے معنی ظاہر ہوتے ہیں۔

(ب) ذیل کے جملوں میں ان کے افعال کے زمانے پر غور کیجیے۔

۱۔ بوڑھی کاکی پتلوں پر سے پوریوں کے ٹکڑے اُٹھا کر کھا رہی ہیں۔

۲۔ آزاد نے دیکھا کہ خوجی جھومتا جھامتا چلا آ رہا ہے اور بڑبڑاتا جا رہا ہے۔

۳۔ کوئی میرا نام لے کر پکار رہا ہے۔

۴۔ علماءِ کرام انگریزوں کے ظلم و ستم کا نشانہ بنتے آ رہے ہیں۔

۵۔ اس نظم میں شاعر یہ کہہ رہا ہے۔

خط کشیدہ افعال سے معلوم ہو رہا ہے کہ ان کا وقت موجودہ زمانے میں جاری ہے۔ ایسے افعال کے زمانے کو **'زمانۂ حال جاری'** کہتے ہیں۔

(ج) اب ذیل کی مثالوں میں ان کے افعال کے زمانے پر غور کیجیے۔

۱۔ یہ بات مشہور ہوئی کہ مکے کے لوگ مسلمان ہو گئے ہیں۔

۲۔ آج بدھ رام کے لڑکے سکھ رام کا تلک آیا ہے۔

۳۔ ''کاکی اُٹھو۔ میں پوریاں لائی ہوں۔''

۴۔ ''کیا تمھاری اماں نے دی ہیں؟''

۵۔ یہ شگوفہ خود ان ہی کا چھوڑا ہوا ہے۔

مثالوں کے خط کشیدہ افعال سے ظاہر ہے کہ ان کا وقت جاری زمانے میں ابھی ابھی پورا ہوا ہے۔ ایسے افعال کے زمانے کو **'زمانۂ حال مکمل'** کہا جاتا ہے۔

- نیچے دیے گئے جملوں کو زمانۂ حال کی تینوں قسموں میں الگ کر کے لکھیے۔

۱۔ اللہ نے جو خلعت مجھے پہنائی ہے اس کو میں اپنے ہاتھ سے نہ اُتاروں گا۔

۲۔ خموشی چھا رہی ہے، شور و غل کم ہوتا جاتا ہے۔

۳۔ مجھے دو سو روپے سال کی آمدنی ہو رہی ہے۔

۴۔ مجھ سے بڑا بھاری گناہ ہوا ہے۔

۵۔ کوئی بید گھماتا ہے، کوئی لکڑی ہلاتا ہے۔

۶۔ میں ابھی معلوم کر کے آتا ہوں۔